خطبہ جمعہ

بعنوان

حصولِ علم کے زرّیں اصول

(حصہ دوم)

سلسلة منبر الحكمة

150

بتاریخ: 28 جون 2019

بمطابق: ۲۵ شوال ۱٤٤۰ھ

بہ اہتمام

الحکمۃ انٹرنیشنل

5D1 ٹاؤن شپ، مادرِ ملت روڈ، نزد پائپ سٹاپ، لاہور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الْکَرِیمِ ، أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ:

یہ خطبہ جمعہ گزشتہ سے پیوستہ ہے۔ پچھلے جمعے میں اس موضوع کے انتخاب کی غرض بتلائی تھی کہ ان ایام میں چونکہ مدارس میں داخلے ہورہے ہیں، تو اسی بنا پر مناسب سمجھا کہ حصولِ علم کا سفر شروع کرنے والوں کی راہنمائی کردی جائے تاکہ وہ اپنی زندگی کا ایک قیمتی حصہ ضائع نہ ہونے دیں اور اپنے اہداف ومقاصد سے بھی آگاہ رہیں تاکہ ان کا ہر دِن مفید اور ثمر آور ثابت ہو۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر گزشتہ جمعے میں اور اس جمعے میں ان زرّیں اصولوں سے روشناس کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جن کو ملحوظ رکھ کر طلابِ علم اپنا یہ مبارک سفر کامیابی سے طے کرسکتے ہیں۔

سابقہ خطبہ جمعہ میں اس موضوع کا پہلا حصہ بیان ہوا تھا، جس میں دس اصول ذِکر کیے گئے تھے، باقی ملاحظہ فرمائیے:

11......اساتذہ کا ادب واحترام:

طالب علم پر اساتذہ کا ادب واحترام واجب ہے کیونکہ آدابِ شیوخ سے وہ کچھ حاصل ہوتا ہے جو کتب سے بھی حاصل نہیں ہو پاتا۔ طالب علم کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اساتذہ کا ادب ملحوظ نہ رکھے۔ اور ان کی تکریم وتعظیم کا لحاظ نہ رکھے۔ استاذ کے کلام کو اپنی کج فہمی کی وجہ سے غیر مفید سمجھنا یا اپنا علم جتلانے کے لیے ان سے بحث ومباحثہ کرنا بدبختی ہے۔ ہمیشہ طالب رہیے؛ مطلوب بننے کی کوشش ہرگز مت کیجیے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے ایک حرف بھی سکھایا میں اس کا غلام ہوں، اگر وہ مجھے بیچ بھی دے تو بھی میں برا نہ مانوں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اساتذہ کی تکریم وتعظیم کی تعلیم تو نبی مکرم ﷺ نے بھی دی ہے بلکہ ان کی بے ادبی کرنے والوں سے لاتعلقی کا اظہار بھی کیا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يُجِلَّ كَبِيرَنَا ، وَيَرْحَمْ صَغِيرَنَا ، وَيَعْرِفْ لِعَالِمِنَا حَقَّهُ))

''اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر رحم نہ کرے،اور عالم کا حق نہ پہچانے۔''

المستدرك للحاكم: 429 ۔ الأدب المفرد: 355 ۔ مسند الحميدی: 586

عالم کا حق پہچاننے سے مراد یہ ہے کہ ان سے پیش آتے وقت ان کی عزت وتوقیر کی جائے،ان سے بات کرتے وقت ادب واحترام ملحوظ رکھا جائے اوران کی عدم موجودگی میں اگران کا تذکرہ ہوتو اچھے الفاظ سے ان کا ذکر کیا جائے۔

موجودہ عصری نظامِ تعلیم میں ''مار نہیں پیار'' کے سلوگن نے استاد کے مقام کوجس بری طرح سے مجروح کیا ہے اس کی مثال اس سے قبل نہیں ملتی۔طلبہ کو با قاعدہ قانونی طور پر یہ حق دے دیا گیا ہے کہ تم نہ صرف استاد کے سامنے بدتمیزی کر سکتے ہو بلکہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کوشکایت بھی کر سکتے ہو۔اس بدقماشی کے نتیجے میں بیسیوں اساتذہ کوتھانے کا منہ دیکھنا پڑ گیا ہے۔اندازہ کیجیے کہ جہاں ''معمارِقوم'' کوسرکاری سطح پر یوں بے وقعت کردیا جائے وہاں عروج وترقی پانے والی قوم کیسے تیار ہوسکتی ہے؟!

لیکن الحمدللہ! یہ اعزاز مدارس ہی کو حاصل ہے کہ طلبہ کے قلب ونگاہ میں اپنے معلم کی قدر ومنزلت بہت بلند ہوتی ہے اور وہ ہمیشہ اپنے اس عظیم محسن کے زیرِ بارِاحسان رہتے ہیں۔

12......سوال کرنے کے آداب کالحاظ:

استاد سے استفہام کی غرض سے سوال کرنا ممدوح عمل جبکہ اپنی ذہانت جتلانے کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نیت سے پوچھنا مذموم حرکت ہے۔سوال کرنے میں بھی آداب کوملحوظ رکھنا چاہیے۔سب سے پہلے تو اجازت لینی چاہیے، اگر اجازت مل جائے تو سوال کریں ورنہ بعد از سبق اپنا سوال پوچھ لیں۔اسی طرح جب استاذ پڑھا کر خاموش ہو پھر سوال کریں کیونکہ اس وقت استاد اپنی بات مکمل کر چکا ہوتا ہے، استاد کی بات کاٹ کر سوال کرنا اچھی عادت نہیں ہے۔ اسی طرح جب استاد کسی اور کام میں مشغول ہوتو تب بھی سوال سے گریز کرنا چاہیے، یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور (دورانِ خطبہ ہی) پوچھنے لگا کہ قیامت کب آئے گی؟ نبی ﷺ نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی اور خطبہ دیتے رہے۔پھر جب آپ فارغ ہو چکے تو فرمایا: قیامت کے متعلق سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟

بخاری مع الفتح: 1/ 171

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اس کی بات سنی ضرور تھی لیکن اس کو ادب سکھلانے کی غرض سے اس کا جواب نہیں دیا۔

اسی طرح فضول و بے مقصد سوالات کرنے سے گریز کرنا چاہیے اور ایک ہی سوال کے تکرار سے بھی اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ ایک تو یہ وقت کا ضیاع ہے اور دوسرا یہ حسن اسلام کے بھی منافی ہے کیونکہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ))

''آدمی کے اسلام کی خوبی اسی میں ہے کہ وہ بے فائدہ باتوں کو ترک کردے۔''

سنن الترمذی: 2318 ۔ مسند أحمد: 1737

اسلاف جب تدریس میں مشغول ہوتے اور کوئی طالب علم کسی ایسے مسئلے کے متعلق سوال کر دیتا کہ جو ابھی تک پیش ہی نہیں آیا ہوتا تھا بلکہ صرف ایک فرضی اور خیالی مسئلہ ہوتا، تو اسلاف اس کا جواب نہ دیتے بلکہ فرماتے:

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

"دَعْنَا عَنْ هٰذَا حَتّٰى يَقَعَ وَسَلْ عَمَّا وَقَعَ"

''جب تک یہ مسئلہ پیش نہیں آتا تب تک ہمیں اس سے معاف رکھیں اور وہ مسئلہ پوچھیں جو پیش آ چکا ہے۔''

تهذيب التهذيب: 8/ 274

13......استاذ کے اخلاقیات سے استفادہ:

اپنے شیوخ و اساتذہ سے حصولِ علم کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاقیات سے بھی استفادہ کرنا چاہیے۔عبادات میں انھی کی طرح خشوع وخضوع اور سنن ونوافل کا اہتمام کرنا چاہیے۔معاملات میں صداقت وشرافت اور پابندیٔ وقت کو اپنانا چاہیے اور اخلاقیات میں علم وشیوخ کے آداب اور حسن کردار میں ان کو نمونہ بنانا چاہیے۔

اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے سے مقصود صرف حصولِ علم ہی نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان سے اکتسابِ اخلاق کو بھی تعلیم ہی کا حصہ سمجھنا چاہیے۔امام سمعانی رحمہ اللہ ذکر کرتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مجلس میں پانچ ہزار کے قریب طلبہ شریک ہوا کرتے تھے، جن میں سے پانچ سو ان سے صرف حدیث کا علم سیکھتے جبکہ بقیہ تمام لوگ علم کے ساتھ ساتھ ان سے اخلاقیات وآداب بھی سیکھا کرتے تھے۔

سير أعلام النبلاء: 11/ 316

14......اپنے جونیئر سے بھی استفادہ:

وہ شخص علم کی دولت سے محروم رہتا ہے جو اپنے سے جونیئر طلبہ سے علمی استفادہ کرنے میں عار محسوس کرے اور اسے اپنے شایانِ شان نہ سمجھے۔علم تو انسان میں عاجزی پیدا کرتا ہے، جس بندے میں علم سے کبر پیدا ہونے لگے وہ عالم نہیں ہو سکتا۔ ہمارے اسلاف کو اللہ تعالیٰ نے وافر علم اسی لیے عطا فرمایا تھا کہ وہ علم وہدایت کی بات جس کے پاس بھی پاتے اس سے سیکھنے میں عار محسوس نہ کرتے تھے۔جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ وقت ہونے کے باوجود

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بعض مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فتویٰ لیا کرتے تھے۔

الروح: 1/ 235

یعنی آپ خلیفہ وحکمران ہونے کے باوجود اس بات میں کوئی عار یا تعجب نہیں سمجھتے تھے کہ وہ اپنی رعایا میں سے کسی سے دینی معاملات میں راہنمائی لیں۔ یہ ان کے عجز وانکساری کی درخشندہ مثال ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے متعلق منقول ہے کہ جب انھیں کسی مسئلے میں اشکال ہوتا ہوتا تو وہ امام شافعی رحمہ اللہ سے راہنمائی لے لیا کرتے تھے اور لوگوں میں بھی امام شافعی رحمہ اللہ کے فضائل ومناقب اور ان کے علمی پایہ کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ اہل علم کے بارے میں حسد کرنا انتہائی بری خصلت ہے۔

سير أعلام النبلاء: 10/ 86

سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام فرّاء رحمہ اللہ امام کسائی رحمہ اللہ سے علم وعمر میں بڑے ہونے کے باوجود بھی ان کی تعظیم وتکریم کیا کرتے تھے۔

ہر طالب علم کی نگاہ میں اسلاف کے اعمال تابناک نقوش کی حیثیت میں ہونے چاہئیں اور ان ہی کی سیرت پر عمل پیرا ہوکر خوب خوب دولتِ علم سمیٹنی چاہیے۔

15......لاعلمی کا اظہار بھی علم ہے:

اگر کوئی سائل آپ سے مسئلہ پوچھتا ہے اور آپ کو اس کے متعلق علم نہ ہو یا اس کا کنفرم جواب معلوم نہ ہوتو واضح طور پر لاعلمی کا اظہار کر دینا چاہیے اور اسے اپنے سے زیادہ علم والے شخص کی طرف بھیج دینا چاہیے یا اسے کہہ دینا چاہیے کہ مجھے اس بارے میں شرعی حکم کا علم نہیں ہے البتہ کل تک میں معلوم کر کے آپ کو بتا دوں گا۔

بعض علماء ایسی صورتِ حال میں لاعلمی کے اظہار کو اپنی اہانت سمجھتے ہیں اور اپنی طرف سے ہی مسئلہ بتا دیتے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ شرعی امور میں قرآن و

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سنت کی بجائے اپنی طرف سے ہی راہنمائی کر دینا سراسر گمراہی ہے، جس پر ایسا شخص اپنے گناہ کا بھی حق دار ٹھہرتا ہے اور اس پر عمل کرنے والے کا گناہ بھی اسی کے سر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾ [الاسراء: 36]

''تو ایسی بات نہ کر جس کا تجھے علم نہ ہو، یقیناً کان، آنکھ اور دل ہر ایک کے متعلق (روزِ قیامت) سوال کیا جائے گا۔''

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ضروری نہیں کہ عالم ہر مسئلے کا جواب دے بلکہ جس کا علم نہ ہو تو اس کا جواب نہیں دینا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے بھی جب کسی ایسے مسئلے کے متعلق سوال کیا جاتا جس کا آپ کو علم نہ ہوتا تو آپ واضح فرما دیتے کہ میں جبرائیل علیہ السلام سے پوچھ کر بتاؤں گا۔

امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی ایسے مسئلہ کے متعلق فتویٰ دینے سے کہ جس کا اسے علم نہ ہو، جہالت کی حالت میں مر جانا بہتر ہے۔

الآداب الشرعیه: 2/ 64

شیخ سعدی رحمہ اللہ لاعلمی کا اظہار کرنے کے فوائد ذکر فرماتے ہیں:

❀ اس سے ایک وجوب پر عمل ہوتا ہے ❀ تقویٰ کی صفت سے متصف ہوتا ہے ❀ جھوٹ بولنے اور غلط راہنمائی کرنے سے محفوظ رہتا ہے ❀ یہ اس کی ثقاہت وامانت کی دلیل ہے ❀ جس مسئلہ میں لاعلمی کا اظہار کرے تو پھر اس کے متعلق خوب تحقیق کر کے اس پر عبور حاصل کرتا ہے ❀ لا اعلم یا واللہ اعلم کہنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے راہنمائی حاصل ہوتی ہے ❀ تلامذہ وطلبہ کے لیے عمدہ سبق ہوتا ہے کہ اگر انھیں بھی کسی مسئلہ کے متعلق علم نہ ہو تو وہ بھی بلا دلیل وتحقیق جواب دینے کی بجائے لاعلمی کا اظہار کر دیں۔

فتاویٰ سعدیه، ص: 228، 229

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

16......طالب علم کا مسجد سے تعلق:

ایسے مسلمان بالعموم اور ایسے طلبہ بالخصوص اس بات پر قابل داد و تحسین ٹھہرتے ہیں کہ جن میں ایک نماز کی ادائیگی کے بعد دوسری کے انتظار اور باجماعت نماز ادا کرنے میں سبقت کا ذوق وشوق اور صفِ اوّل اور تکبیرِ اُولیٰ کے حصول کا حد درجہ حرص و لالچ پایا جاتا ہو۔ چونکہ طلبہ دوسروں کے لیے آئیڈیل ہوتے ہیں اور لوگ ان کے اقوال وافعال کو فالو کرتے ہیں اس لیے ان کے لیے اس جذبۂ صادقہ سے متصف ہونا نہایت ضروری ہے۔

طلبہ کو خیر کے ہر معاملے میں اسلافِ کرام رحمہم اللہ کی عادات وصفات سے متصف ہونا چاہیے۔ وکیع بن جراح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام اعمش رحمہ اللہ کی عمر ستر سال کے قریب ہوگئی تھی لیکن اتنے عرصے میں کبھی ان کی تکبیر اُولیٰ نہیں چھوٹی تھی۔

سير أعلام النبلاء: 6/ 628

قاضی تقی الدین سلیمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے صرف دو مرتبہ کے علاوہ کبھی فرض نماز اکیلے نہیں پڑھی۔

ذيل طبقات الحنابلة: 2/ 365

ابراہیم بن میمون رحمہ اللہ لوہے کا کام کرتے تھے، جب اذان ہوتی اور ہتھوڑا اُوپر اٹھایا ہوتا تو اس کی ضرب بھی نہیں لگاتے تھے بلکہ اسے وہیں چھوڑ کر نماز کے لیے چل پڑتے۔

تهذيب التهذيب: 1/ 173

عظیم تابعی سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ چالیس سال تک ان کا یہ معمول رہا کہ اذان ہونے سے پہلے ہی مسجد میں موجود ہوا کرتے تے۔

تهذيب التهذيب: 4/ 87

17......نمازیوں کو تعلیم اور وعظ ونصیحت:

طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اوّلاً تو خود کو نماز کا پابند بنائے اور ہر نماز میں صف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اوّل اور تکبیرِ اولیٰ میں شریک ہو، پھر اسے چاہیے کہ وہ مسجد کے نمازیوں کو کوئی اصلاحی بیان اور وعظ ونصیحت کیا کرے، تاکہ اس کے علم سے دیگر افراد بھی فیض یاب ہوسکیں۔

ان اصلاحی دروس ومواعظ سے ترغیب وترہیب کا فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ لوگ اس سے اپنے تزکیۂ نفس کے ساتھ ساتھ اخلاق وکردار بھی سنوارتے ہیں۔

گویا نماز باجماعت ادا کرنے اور مسجد کے ساتھ تعلق استوار رکھنے کا یہ اضافی فائدہ حاصل ہوتا ہے، لہٰذا اس کے اہتمام کی کوشش کرنی چاہیے اور اسے اپنے لیے دنیا وآخرت میں فلاح وکامرانی کے حصول کا ذریعہ سمجھنا چاہیے اور ایسے امور میں شوق ورغبت اختیار کرنی چاہیے۔

18......مختصر تعلیم وتدریس کا سلسلہ:

کسی نماز کے بعد کا وقت مقرر کر کے روزانہ کلاس کا انعقاد کیا جائے جس میں لوگوں کو قرآن وحدیث کی مختصر تدریس اور احکام ومسائل کے متعلق تعلیم دی جائے تاکہ جو لوگ اپنی مصروفیات یا کسی عذر کے باعث باقاعدہ مدارس وجامعات میں حاضر ہو کر تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو وہ اس طریقے سے اسلامی تعلیم کے حصول کو ممکن بنا سکیں۔

اس سلسلے میں یہ بات مدنظر رہے کہ بچوں، بوڑھوں اور دیگر تمام افراد کو اس کلاس میں شرکت کی بھرپور دعوت دینی چاہیے اور اس کے ثمرات سے آگاہی دیتے ہوئے انھیں ترغیب دینی چاہیے تاکہ آپ بھی ان کے اجر وثواب میں برابر کے حصہ دار ہوسکیں، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیرٍ فَلَهٗ أَجْرُ مِثْلِ فَاعِلِهٖ))

''جو شخص کسی کی نیکی کے کام کی طرف راہنمائی کرتا ہے تو اس کے لیے بھی اس نیکی کرنے والے کے برابر ہی اجر ہے۔''

صحیح مسلم: 1893

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

19......اہل وعیال کی تعلیم وتربیت:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد کو سب سے پہلے اسلام کے اساسی امور یعنی ایمان، اسلام اور احسان کے متعلق انھیں تعلیم دے، اگرچہ وہ انھیں پہلے سے جانتے بھی ہوں تب بھی بغرض تذکیر بتلا دینے چاہئیں۔ پھر عبادات کا آغاز کرتے ہوئے وضو، غسل، تیمّم اور نماز کا مسنون طریقہ بتلائے اور اسی طرح روزہ، زکوٰۃ و حج کے متعلقہ تمام احکام کی تعلیم دے۔ عبادات کے بعد اخلاقیات اور حسن معاشرت کے آداب اور معاملاتِ زندگی میں ملحوظ رکھنے والے اصول وضوابط کے بارے بھی احسن انداز سے ان کی تربیت کرے۔ ان کے علاوہ تمام ان فرائض وسنن، فضائل ورذائل اور ترغیب وترہیب میں بھی ان کی راہنمائی کرے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ [التحريم: 6]

''اے ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عَلِّمُوا أَهْلِيكُمْ الْخَيرَ"

''اپنے گھر والوں کو خیر وبھلائی کی باتیں سکھلاؤ۔''

الترغيب والترهيب: 1/ 76

یہ بات حدیثِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے کہ گھر والوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ طلبہ پر عائد ہوتا ہے، جیسا کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس (بغرض حصولِ تعلیم) گئے اور وہاں بیس دن قیام کیا۔ آپ انتہائی شفیق و مہربان تھے۔ لہٰذا جب آپ نے یہ محسوس کیا کہ ہم گھروں کو لوٹنا چاہتے ہیں تو فرمایا:

((اِرْجِعُوا فَكُونُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ))

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’واپس جاؤ اور جن میں تم رہو انھیں بھی تعلیم دینا۔‘‘

صحیح البخاری: 595

اس حدیث سے تو صرف اہلِ خانہ ہی نہیں بلکہ بلکہ اڑوس پڑوس، اہلِ محلّہ اور اہلِ بستی کی اصلاح وتربیت کی ذِمہ داری بھی طالبِ علم پر عائد ہوتی ہے۔

گھر والوں کی قولی تعلیم وتربیت کے ساتھ ساتھ عملی نمونہ بھی پیش کرنا چاہیے تا کہ گھر کا ماحول اسلامی رنگ میں ڈھل سکے اور گھر کے تمام افراد آپ کے حسنِ عمل سے اکتساب کر سکیں۔ اسی حکمت کے تحت نبی مکرم ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الصَّلاةِ صَلاتُكُمْ فِي بُيُوتِكُمْ إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ))

’’فرض نماز کے علاوہ افضل نماز وہی ہے جو تم اپنے گھر میں ادا کرو۔‘‘

صحیح البخاری: 710

بڑوں کے ساتھ ساتھ بچوں کی تربیت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے تا کہ بچپن سے ہی وہ ان عادات وخصائل سے متصف ہو سکیں جو ان کے عمل وکردار میں نکھار پیدا کر سکیں۔ بچے ہمیشہ وہی کچھ سیکھتے ہیں جو وہ گھر کے ماحول میں دن رات دیکھتے ہیں۔ اس لیے انھیں ٹی وی، کیبل اور غیر شرعی کاموں کا ماحول میسر کر کے ان کی عادات کو بگاڑنا نہیں چاہیے جو ان کی کردار کشی کا باعث بنیں بلکہ انھیں نماز وقرآن، مسنون ادعیہ اور مستند اذکار کی تعلیم دے اور ساتھ ساتھ خود بھی فرائض وسنن کا اہتمام کرنا چاہیے اور انھیں بھی محبت وشفقت سے ترغیب دلانی چاہیے تا کہ قول وعمل دونوں طرح سے ان کی مؤثر تربیت ہو سکے اور بچپن میں ہی ان کے ذہن میں اسلامی احکام راسخ ہو سکیں۔

نبی مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلَاةَ ابْنَ سَبْعِ سِنِينَ وَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرٍ))

’’جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے نماز کی تعلیم دو اور جب دس برس کو پہنچ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جائے تو اسے مار کر نماز کی پابندی کراؤ۔‘‘

السنن الکبری للبیھقی: 3/ 83

یعنی سات برس کی عمر میں انھیں فرائض کی تعلیم وترغیب دینی چاہیے تاکہ وہ اس کی پابند ہو جائیں لیکن دس برس کی عمر کو پہنچ کر اگر وہ ان کی ادائیگی میں سستی کریں تو پھر مار کر بھی ان سے پابندی کروانا ضروری ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: اپنی اولاد کو آداب کی تعلیم دو، اس لیے کہ تم سے سوال کیا جائے گا کہ تم نے اپنی اولاد کی کیسی تربیت کی؟ اور تمہاری اولاد بھی اس بات کی جوابدہ ہوگی کہ انھوں نے اپنے والدین سے کیسا سلوک کیا؟

الفقیہ والمتفقہ: 1/ 49

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقے کی ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی، نبی ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: اسے منہ سے نکال پھینکو، کیا تمھیں معلوم نہیں کہ آلِ محمد صدقہ نہیں کھاتے۔‘‘ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ بچوں کو ان کے نفع بخش امور اپنانے کی ترغیب اور نقصان دہ کاموں سے باز رہنے کی تعلیم دینی چاہیے۔

فتح الباری: 2/ 414

20......حسد سے مکمل اجتناب:

حسد درحقیقت ایسی آفت ہے کہ جس کے وجود سے علم کی برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو دیگر منکرات سے پناہ مانگنے کا حکم دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [الفلق: 5]

’’اور حسد کرنے والے کے شر سے (میں پناہ مانگتا ہوں) جب وہ حسد کرے۔‘‘

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اسی طرح فرمایا:

﴿اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ﴾ [النساء: 54]

”کیا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے؟“

یعنی کیا وہ اللہ کے فیصلے پر اعتراض کرتے ہیں؟ اس کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں؟ یقیناً یہ بہت بڑی بدبختی ہے کہ کوئی بندہ اللہ کے فیصلے کے متعلق یہ سمجھے کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔

طالبِ علم کو حسد سے مکمل طور پر اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ جس سینے میں شریعت کا مقدس علم محفوظ ہو اس میں حسد جیسی بیماری کے لیے کوئی جگہ نہیں ہونی چاہیے۔ حسد ایک ایسا لا دوا مرض ہے کہ اگر انسان اس سے بچاؤ میں غفلت برتے تو یہ بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور دل کو تعصب، نفرت اور اخلاقی برائیوں کی آماج گاہ بنا دیتی ہے۔ پھر جو دل محبت اور اخلاق سے عاری ہو جاتا ہے وہ کبھی نورِ علم سے منور نہیں ہو پاتا۔

جو طالبِ علم اپنے ساتھی کی غلطی پر، اسے سبق یاد نہ ہونے پر، اس کی بے عزتی ہونے پر یا کسی علمی مجلس میں اس کی عدمِ شرکت پر خوشی کا اظہار کرتا ہے، یا اس کی گفتگو میں خامیاں ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے، یا اسے استاد کی طرف سے توجہ ملنے پر چیں بہ جبیں ہوتا ہے یا اس کے کسی سوال کو کم تر اور سطحی سمجھتا ہے، تو وہ جان لے کہ وہ حسد کا شکار ہو چکا ہے، اسے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی چاہیے اور اپنی اس روِش سے باز آنا چاہیے تاکہ وہ نورِ علم سے محروم نہ رہ سکے، کیونکہ علمِ دین پاکیزہ دل میں ہی رہ سکتا ہے، ناپاک میں نہیں۔

اس لیے اپنے سے سینئر یا ذہین و لائق ساتھی کے ساتھ رشک کا معاملہ تو ہونا چاہیے، حسد کا ہرگز نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اللہ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ اس کا علم و ذہانت بھی قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی اس جیسا بنا دے بلکہ اس سے بھی زیادہ ذہین اور صاحبِ علم

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بنادے۔

21......اپنے دل کو بغض و نفرت سے پاک رکھے:

طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کو لوگوں کے بارے میں صاف رکھے، اس میں کسی طرح کا بغض و عناد اور کینہ نہیں ہونا چاہیے۔ اگر کسی میں کوئی برائی ہو تو احسن انداز سے اس کی اصلاح کر دینی چاہیے نہ کہ اس سے نفرت کرنی چاہیے کیونکہ صاحبِ علم کے شایانِ شان نہیں ہے کہ جس دل میں قرآن و سنت کا علم ہو اسی دل میں دیگر لوگوں کے لیے بغض و نفرت رکھے بلکہ ہر ممکن اسے اپنے دل کو سلیم اور لوگوں کے لیے خیر خواہ بنانا چاہیے تا کہ عند اللہ و عند الناس محبوب بن سکے۔

یحییٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی کسی شخص کے عیوب دیکھتا ہوں تو اس پر پردہ ڈالتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ اسے علیحدگی میں سمجھا کر اس کو اس غلطی کو دور کر دوں، پھر اگر وہ بات قبول کرنے والا ہو تو اسے کہتا ہوں، ورنہ اس کے حال پہ چھوڑ دیتا ہوں۔

سیر أعلام النبلاء: 11/ 83

22......بردباری اور نرم مزاجی کو اپنائے:

طالب علم میں سخت روی، درشتی اور جلد بازی کی عادات نہیں ہونی چاہئیں، بلکہ اسے تحمل، بردباری اور نرم مزاجی سے متصف ہونا چاہیے۔ سائل، عالم کے علم کے ساتھ ساتھ اس کے اچھے رویے کا بھی محتاج ہوتا ہے، بہت سارے مسائل صرف عالم کے عمدہ رویے اور اچھے لہجے سے ہی سُلجھ جاتے ہیں اور مخاطب فوراً قائل ہو جاتا ہے جبکہ سخت رویے اور نامناسب لہجے کے ردِعمل میں لوگ حق قبول کرنے سے بھی کترا جاتے ہیں۔ اگر کوئی آپ سے سخت گوئی بھی کرتا ہے تو آپ اس کو اسی لہجے میں جواب مت دیجیے بلکہ اس سے اعراض کیجیے، کہ یہی حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو دیا ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[الأعراف: 199]

''عفوودرگزری کواختیار کیجیے،نیکی کاحکم اور جاہلوں سے اعراض کیجیے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ جو ہدایت کی بات سننا گوارا نہیں کرتے اور گر سن بھی لیں تو بجائے قبول کرنے کے اپنی جہالت پر قائم رہتے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو جہالت کے باعث راہِ ہدایت سے گمراہ ہیں لیکن اگر انھیں احسن انداز سے اور نرم مزاجی سے سمجھایا جائے تو وہ نہ صرف بات کو سنتے ہیں بلکہ اسے مان بھی لیتے ہیں،تو ایسے لوگ قابل ستائش ہیں۔

تفسير ابن كثير: 2/ 289

اسی ضمن میں ایک دلچسپ واقعہ ملاحظہ فرمائیے کہ امام احنف k سے کوئی شخص جھگڑ پڑا اور بات طول پکڑ گئی تو وہ کہنے لگا: اگر اب تم نے ایک بات بھی کہی تو مجھ سے دس سنو گے۔ تو آپ نے فرمایا: اگر تم دس باتیں بھی کہو گے تو مجھ سے ایک بھی نہیں سنو گے۔

سير أعلام النبلاء: 4/ 93

23......خوش کلامی اور خوش طبعی سے متصف ہو:

لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے عمدہ اور اچھی گفتگو کرنی چاہیے اور چہرے پر خوشی و مسرت بکھری ہونی چاہیے تا کہ آپ کا مخاطب آپ کی بات کو قبول کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے اخلاق سے بھی متاثر ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

((لَنْ تَسَعُوا النَّاسَ بِأَمْوَالِكُمْ فَلْيَسَعْهُمْ مِنْكُمْ بَسْطَةُ الْوَجْهِ))

''تم اموال کے ذریعے لوگوں میں ہرگز مقام حاصل نہیں کر سکتے، اگر تم میں سے کوئی لوگوں پر غلبہ ومقام چاہتا ہے تو وہ خوش مزاجی کو اپنائے۔''

فتح الباري: 10/ 459

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

یعنی لوگوں کے دلوں میں اپنا اچھا مقام پیدا کرنے کا یہ بہترین نسخہ ہے اور اسے صرف دُنیوی فائدہ ہی نہ سمجھا جائے بلکہ نبی کریم ﷺ نے اسے بھی عبادت کا درجہ دیا ہے، جیسا کہ فرمایا:

((تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ صَدَقَةٌ))

''اپنے (مسلمان) بھائی کے رُوبرو مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔''

سنن الترمذی: 1956

24......طالبِ علم کو تہجد گزار ہونا چاہیے:

طالبِ علم کو تہجد گزار ہونا چاہیے۔ یہ وارثِ علمِ نبوت ہے، یہ علمِ شریعت کا پاسبان ہے اور یہ لوگوں کا مقتدیٰ اور راہنما ہے، اس لیے اس کو قیام اللیل کا پابند ہونا چاہیے، تاکہ رات کے اندھیرے میں خلوت کے عالم میں اس کا اپنے رب کے ساتھ خاص تعلق جُڑ جائے اور وہ اپنے علم و عمل کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ اُمت کی فلاح و نجات کے لیے بھی التجائیں کرے۔

فرض نمازوں کے بعد سب سے زیادہ فضیلت کی حامل عبادت قیام اللیل ہے، جیسا کہ نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے:

((أَفْضَلُ الصَّلاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلاةُ اللَّيْلِ))

''فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔''

صحیح مسلم: 1163

قیام اللیل کے اہتمام سے عبودیت و بندگی بجا لانے اور انعامات الٰہی پر شکر گزاری کے علاوہ احادیثِ مبارکہ سے اور بھی بہت سے فوائد ثابت ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کے تقرب کا حصول، گناہوں سے بچنے کا ذریعہ، برائیوں کا کفارہ، دخولِ جنت کا باعث، بلندیٔ درجات کا سبب، مومن کی عزت و شرف کا نشان اور خیر و بھلائی کے حصول کا موجب۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اگر طالب علم رات کو آرام اور قیام کے لیے مختلف حصوں میں تقسیم کر لے تو آسانی کے ساتھ قیام اللیل کی پابندی ہو سکتی ہے۔ اس کا بہترین طریقہ نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے:

((أَحَبُّ الصَّلَاةِ إِلَى اللّٰهِ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيهِ السَّلَامُ، كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيلِ وَيَقُومُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ))

''اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، آپ آدھی رات تک نیند فرماتے، پھر تہائی رات قیام کرتے اور پھر رات کا چھٹا حصہ سو جاتے۔''

صحیح البخاری: 1131۔ صحیح مسلم: 1159

25......طالب علم ہر حالت میں آئیڈیل ہو:

طالب علم کو یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ اسے اپنے ہر عمل میں لوگوں کے لیے نمونہ و آئیڈیل بننا ہے، اس لیے ان تمام اعمال کی پابندی کرنی چاہیے جو اپنی ذات اور دیگر افراد کے لیے نفع بخش ہوں اور نقصان دہ امور سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ وہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی نقصان دہ ثابت ہوگا جنھوں نے آپ کو اپنا آئیڈیل بنانا ہوگا۔

اس لیے طالب علم کو اسوۂ رسول ﷺ اپنانا چاہیے اور اسلاف کرام رحمہم اللہ کے اخلاقیات سے استفادہ کرنا چاہیے تاکہ اس کے نیک عمل کو دیکھ کر اگر کوئی خود بھی اسے اختیار کرتا ہے تو وہ اس کے لیے باعث اجر ہونے کے ساتھ ساتھ طالب علم اور اسلاف کے لیے تا قیامت صدقۂ جاریہ بن جائے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ خود کو معصیات، منہیات، خرافات اور خلافِ شرع امور کے ارتکاب سے بھی باز رکھنا چاہیے تاکہ اگر کوئی آپ میں وہ خصلتِ رذیلہ دیکھ کر خود بھی اپنا لے تو یہ تمہارے لیے تا قیامت باعثِ گناہ و سزا بنا رہے گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہر طالب علم پر لازم ہے کہ وہ خود کو ایسے رنگ میں رنگے کہ اس کے ہر قول و عمل اور ہر حالت سے لوگ فائدہ ہی حاصل کریں، اس کی کوئی بات، عادت اور کام ایسا نہ ہو جو ان کے لیے باعثِ ضرر ہو مگر اس میں بھی یہ شرط ملحوظ رہے کہ اس کا ہر قول و عمل قرآن و سنت کی تعلیمات کے موافق ہو۔

❁ ...... ❁ ...... ❁

خطبہ رائٹر
حافظ فیض اللہ ناصر
03214697056

تاثرات کے لیے
حافظ شفیق الرحمٰن زاہد
03015989211

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com